# رسائل و مسائل

## محکمات و متشابہات اور چند دیگر فقہی مسائل

چند معروضات آپ کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں' امید ہے آپ جواب سے شاد کام فرمائیں گے۔

۱۔ قرآن مجید میں محکمات اور متشابہات کا ذکر آیا ہے۔ ہم کس طرح ایک کو دوسرے سے ممیز کرسکتے ہیں' اس سلسلے میں ایک دو مثالیں درج کردیں۔

۲۔ عورت کے نکاح کے سلسلے میں کہا گیا ہے کہ اس کی رضا مندی ظاہر کرنے کے تین طریقے ہیں۔ زبانی' تحریری اور خاموشی جسے دوسرے لفظوں میں Implied Consent کہتے ہیں ۔ ان کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے۔

۳۔ خلیفہ کے معنی نائب کے ہیں اور ظاہر ہے نائب سے مراد اللہ کا نائب ہے۔ تو خلافت' خلیفۂ راشد اور خلیفتہ اللہ فی الارض کو کن معنی میں متطابق کیا جاسکے گا' اور اگر حکومت کی زمامِ کار ان کے ہاتھ میں نہ ہو تو بھی کیا ہم ایسے شخص کو خلیفہ کہہ سکتے ہیں جو اللہ کا پیغام ' اللہ کے لوگوں کو پہنچا رہا ہو ؟

۴۔ کیا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حضرت زبیرؓ اور حضرت طلحہؓ ہی نے جنگ کے لیے آمادہ اور سربراہ مقرر کیا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا جنگ جمل کے بارے میں کیا موقف اور کیا ردعمل تھا' جبکہ بعض لوگ عورت کی سربراہی کے سلسلے میں اس واقعہ کو جواز میں پیش کرتے ہیں۔

**جواب :** آپ کے سوالات کے مختصر جوابات درج ذیل ہیں۔

۱۔ قرآن مجید' سورۃ آل عمران' آیت ۷ میں یہ فرمایا گیا ہے کہ "وہی ذات پاک ہے جس نے تم پر کتاب نازل فرمائی' اس کی بعض آیات محکمات ہیں جو کتاب کی بنیاد و اساس ہیں' بعض دوسری آیات متشابہات ہیں"۔ مولانا مودودی رحمتہ اللہ علیہ نے تفہیم القرآن جلد اوّل میں دونوں قسم کی آیات کی بڑی عمدہ دل نشین تشریح فرما دی ہے۔ آپ یہ جلد حاصل کرکے مطالعہ کریں۔ اس

سے بہتر توضیح مشکل ہے۔ تاہم اجمالی طور پر آپ یہ سمجھ لیں کہ محکمات وہ آیات ہیں جن کا تعلق قرآن پاک کی بنیادی دعوت اور اسلام کے اوامر و نواہی سے ہے۔ جن کے سمجھنے سمجھانے میں کوئی دقت پیش نہیں آ سکتی اور متشابہات سے مراد وہ آیات ہیں جن میں ماوراء الطبیعات اور عالمِ محسوسات سے برتر حقائق کو بیان فرمایا گیا ہے مثلاً نماز پڑھو' روزہ رکھو' زکوٰۃ دو' چور کا ہاتھ کاٹو' یہ ایسے احکام ہیں اور ان کی ایسی واضح تشریحات قرآن و حدیث میں ہیں کہ ان کے ادراک میں کوئی مشکل نہیں ہے۔ لیکن جنت' دوزخ' ارض و سماوات سے متعلق بعض آیات ایسی ہیں جن کی کُنہ اور حقیقتِ کاملہ کو اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ تاہم جو آیات متشابہات ہیں وہ بھی اس پہلو سے محکمات کہی جاسکتی ہیں کہ وہ کتاب اللہ میں وارد ہیں۔ اور ہم ان پر پختہ ایمان رکھتے ہیں۔ چنانچہ سورہ ہود کا آغاز یوں ہے۔

الٓرٰ كِتَابٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ ۝ (ہود : ۱)

(یہ کتاب ہے جس کی آیات کو محکم کیا گیا' پھر ان کی تفصیل بیان فرمائی گئی حکیم خبیر کی جانب سے)

یہاں پوری کتاب کی ساری آیات کو محکم کہا گیا ہے۔

۲۔ عورت کی بوقت نکاح رضا مندی کی مکمل وضاحت حدیثِ صحیح میں وارد ہے اور وہ یہ ہے کہ عورت اگر بیوہ یا مطلقہ ہے تو اس کی رضا مندی زبان کے اذن سے ضروری ہے البتہ کنواری عورت ایجاب و قبول کے وقت اگر خاموش رہے اور انکار نہ کرے تو اس کی خاموشی' اذن کی ہم معنی ہے۔ تحریری رضامندی صرف اس حالت میں معتبر ہوگی کہ فریقینِ نکاح کا ایک مقام پر موجود ہونا ممکن نہ ہو' مثلاً ایک پاکستان میں ہو' دوسرا فریق عرب میں ہو اور ایک مجلس میں حاضری دشوار ہو۔

۳۔ خلیفہ سے مراد نائب ہے۔ ہر فرد بشر اس لحاظ سے اللہ کا نائب ہے کہ اسے ارادہ و عمل کے محدود دائرے میں آزادی ہے اور وہ اس کے صحیح یا غلط استعمال پر عند اللہ مسئول ہے۔ خلافت' خلیفہ کا لفظ جب امارت و حکومت کے حوالہ سے استعمال ہوتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ افراد کو فرداً فرداً اللہ تعالیٰ نے جو آزادی و اختیار بخشا ہے وہ ایک حد تک اس سے دستبردار ہو کر اپنے اختیارات کو ایک امیر یا خلیفہ کے سپرد کردیتے ہیں۔ اس لحاظ سے وہ جماعتِ مسلمین کا نائب اور نمائندہ ہوتا ہے اور اسے خلیفۃ المسلمین کہا جاتا ہے۔ خلیفہ کے لفظ کے اس دوگونہ مفہوم میں کوئی باہمی تضاد نہیں ہے۔

یہ بات صحیح نہیں ہے کہ حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ نے حضرت عائشہؓ کو جنگ کے لیے آمادہ کرکے انہیں سربراہ مقرر کیا تھا۔ ان دونوں اصحاب کا اصل مطالبہ یہ تھا کہ حضرت علیؓ قاتلین عثمانؓ کو گرفتار کرکے قصاص لیں۔ حضرت علیؓ کا جواب یہ تھا کہ قاتلین عثمان ابھی تک مدینہ منورہ پر چھائے ہوئے ہیں' حالات پر امن اور پرسکون ہوں تو قصاص لیا جائے گا۔ مگر دونوں اصحاب کا اطمینان نہ ہوا۔ وہ مکہ معظمہ روانہ ہوگئے اور وہاں سے حضرت عائشہؓ کو ساتھ لے کر بصرہ و کوفہ کے لیے روانہ ہوگئے۔ بصرہ پہنچنے پر عراق کے ہزاروں ہمنوا ان کے ساتھ ہوگئے۔ حضرت علیؓ نے حالات کو پرخطر دیکھا تو خود بصرہ جانے پر تیار ہوگئے۔ دونوں لشکر آمنے سامنے ہوئے تو بہت سے مخلصین نے مصالحت کی کوشش کی مگر دونوں طرف ایسے فتنہ پرداز موجود تھے جنہوں نے جنگ کی آگ بھڑکا دی۔ حضرت عائشہؓ ہودج میں اونٹ پر سوار تھیں' ام المومنین تھیں' اس لیے آپ سے آپ بصری لشکریوں نے انہیں سربراہ بنا لیا۔ حضرت علیؓ نے حضرت طلحہؓ اور زبیرؓ کو اپنے پاس بلایا' دونوں تشریف لائے تو حضرت علیؓ نے انہیں بعض ارشاداتِ نبویہ یاد دلائے جس پر حضرت طلحہؓ اپنے لشکر کی آخری صف میں چلے گئے اور مروان نے انہیں شہید کردیا۔ اس طرح حضرت زبیرؓ بھی لشکر سے الگ ہوگئے مگر انہیں بھی ایک بدبخت ابن جرموز نے شہید کردیا اور حضرت علیؓ کو جاکر خبر سنائی تو انہوں نے قاتل کو جہنم کی بشارت دی۔ حضرت عائشہؓ ہودج میں سوار رہیں حتیٰ کہ بصریوں کو شکست ہوئی۔ حضرت عائشہؓ کے بھائی حضرت علیؓ کے ساتھ تھے۔ حضرت علیؓ نے انہیں بھیجا کہ وہ اپنی ہمشیرہ کی مہار تھامیں اور انہیں بحفاظت عزت و احترام کے ساتھ مدینہ لے جائیں۔ انہیں بھی حضرت علیؓ کے بالمقابل آنے پر عمر بھر افسوس رہا اور اس واقعہ کو یاد کرکے روتی رہتی تھیں۔ بہرکیف اس مقاتلہ کا اصل باعث دونوں طرف کے فتنہ پرداز منافقین تھے اور فریقین کے مخلصین ہرگز قتال کے خواہاں نہ تھے۔ حضرت عائشہؓ کا مکہ معظمہ سے بصرہ کے لیے روانہ ہونا اور لشکر کی قیادت سنبھال لینا ایک غلطی تھی۔ اگر وہ ایسا نہ کرتیں تو اتنی بڑی خونریزی غالباً نہ ہوتی۔ بہرحال یہ اللہ کی مشیت تھی۔ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد یہ تیسرا حادثہ فاجعہ تھا جو امتِ مسلمہ کے مابین پیش آیا۔ اس سے عورت کی سربراہی کے حق میں نہیں بلکہ اس کے خلاف دلیل فراہم ہوتی ہے۔ دیگر ازواجِ مطہراتؓ نے حضرت عائشہؓ کو اس طرح نکلنے سے روکا تھا۔ خلفائے راشدین کے انتخاب کے ہر موقع پر ازواجِ مطہراتؓ موجود تھیں۔ لیکن کسی صحابی نے ازواجِ مطہراتؓ کے نام امارت و سربراہی کے لیے پیش نہیں کیے - نہ کبھی جہاد میں انہیں سپہ سالار بنایا گیا۔